Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 30, 2024

Numerous Signs of Allah's Existence in The Universe

Ms. Shair Aga Karim
M.Phil Scholar, Department of Islamic Stuides
GCU, Lahore
sahirak@gmail.com

Abstract

The universe is filled with numerous signs that point to the existence of Allah, reflecting His power, wisdom, and creativity. From the vast cosmos to the intricate details of life on Earth, each element serves as a testament to divine design. The precise laws of physics, the fine-tuning of the universe, and the complexity of biological systems all indicate an intelligent Creator. Natural phenomena such as the balance in ecosystems, the water cycle, and the human body's intricate functions further reinforce the idea of purposeful creation. Additionally, historical and scriptural references support the belief in Allah’s existence, providing spiritual and philosophical insights. This paper explores these signs, drawing from scientific, philosophical, and religious perspectives to highlight the undeniable presence of a higher power governing the universe.

Keywords: Numerous Sign, Allah’s Existence, The Universe

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 30, 2024

کائنات میں اللہ کے وجود کی بے شمار نشانیاں

آفاقی نشانیاں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُزۡجِیۡ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیۡنَہٗ ثُمَّ یَجۡعَلُہٗ رُکَامًا فَتَرَی الۡوَدۡقَ یَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِہٖ۔(1)

”کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادل کو (پہلے) آہستہ آہستہ چلاتا ہے پھر اس (کے مختلف ٹکڑوں) کو آپس میں ملا دیتا ہے پھر اسے تہ بہ تہ بنا دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ اس کے درمیان خالی جگہوں سے بارش نکل کر برستی ہے۔“

لفظ ”یزجی“ کی تحقیق

اب اس آیہ کریمہ میں لفظ یزجی اپنے مصدر ”ازجاء“ کا یہ معنی رکھتا ہے:

والازجاء سوق الشئی برفق وسھولۃ۔(2)

”کسی چیز کو نرمی اور سہولت کے ساتھ دوسری جگہ لے جانا ازجاء، یزجی کہلاتا ہے۔“

تفسیر بحر المحیط میں یزجی سحابا کا معنی یہ آیا ہے کہ

یسوق سحابۃ الی سحابۃ۔(3)

بادل کو بادل کی طرف لے جانا اور پھر اس بادل کو بادل سے ملا دینا یزجی کہلاتا ہے۔

ثم یولف بینہ ای بأن یوصل سحابۃ بسحابۃ۔

بادل کو بادل سے ملا دینا اور پھر اس کے بعد

ثم یجعلہ رکاما ای متراکھا بعضہ فوق بعض۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2024

یعنی بادل کو تہہ بہ تہہ ایک ڈھیر کی شکل میں ایک دوسرے کے اوپر جما دینا ہے۔

اس آیہ کریمہ میں بادل سے بادل کے بننے کے تین مراحل کے بعد حرف فا کے ذریعے بارش برسنے کا ذکر کیا ہے۔اس لیے قرآن کہتا ہے کہ "فترى الودق يخرج من خلاله" پھر تو دیکھتا ہے کہ ان کے درمیان میں سے مینہ برستا ہے۔حقیقت امر یہ ہے کہ بادل کے ہر ہر حصے سے بارش نہیں برستی ہے بلکہ بارش بادل کے ان حصوں سے برستی ہے جو کمزور ہوتے ہیں اور جن حصوں پر بادلوں کا دباؤ اور اثر زیادہ ہوتا ہے ان سے بارش برستی ہے۔اس لیے باری تعالیٰ نے لفظ "من" تبعیض کے لیے استعمال کر کے اس حقیقت کو اجاگر کیا ہے کہ بادل کے بعض حصوں سے بارش برستی ہے۔اب ہمیں دیکھنا ہے کہ آج کا جدید علم سائنس اور قرآنی علم بادل کی تشکیل میں کیا کیا تصورات دیتا ہے۔

قرآن اور سائنس

بادل بننے کا پہلا مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ ہوا بخارات سے بننے والے بادل کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں اور حصوں کو ایک خاص سمت کی طرف دھکیلتی ہے پھر دوسرے مرحلے میں ہوا چھوٹے چھوٹے بادلوں کو ایک دوسرے سے ملاپ کرا دیتی ہے اور ان سب کو یکجا کر دیتی ہے۔یوں بڑے بڑے بادل بن جاتے ہیں۔تیسرے مرحلے میں جب چھوٹے چھوٹے بادل ایک دوسرے سے مل کر جمع ہو جاتے ہیں تو پھر بڑے بادلوں کے تودے بن جاتے ہیں تو ہوا اوپر کی طرف ان کا دباؤ اور بہاؤ بڑھا دیتی ہے اور یہ بہاؤ بادل کے مرکز میں زیادہ ہوتا ہے اور اس کے کناروں میں کم ہوتا ہے اور یہ بہاؤ بادل کے حجم کے نیچے سے اوپر کی طرف بڑھاتا ہے۔

اس طرح یہ بادل ایک دوسرے کے اوپر عمودی قطار کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔بادل کا یہ نیچے سے اوپر کی طرف بڑھنے کا یہ عمل فضا کے سرد ترین حصوں میں پھیل جاتا ہے جہاں پانی اولے بننے لگتا ہے اور اپنے حجم میں بتدریج بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔پانی اور اولوں کے یہ قطرے سب سے اوپر والے بادلوں کے لیے بھاری ہونے کی وجہ سے سنبھالنا مشکل ہو جاتے ہیں تو یوں بارش ژالہ باری کی صورت میں برسنا شروع ہو جاتی ہے۔

جدید سائنسی آلات کے ذریعے بادل بننے کا یہ سارا مشاہدہ ہے جو علم کا درجہ پا گیا ہے۔اسی طرح سائنسی آلات میں سے موسمی سیاروں کے ذریعے اس سارے عمل کی تصاویر بھی ہماری راہنمائی کرتی ہیں۔(4)

جبکہ قرآن اس مشاہدہ سائنس کو بادلوں کے بننے، بارش کے برسنے کے اس سارے عمل کو آج سے چودہ سو سال قبل یوں بیان کرتا ہے:

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 30, 2024

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَہٗ ثُمَّ یَجْعَلُہٗ رُکَامًا فَتَرَی الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِہٖ۔(5)

”کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادل کو (پہلے) آہستہ آہستہ چلاتا ہے پھر اس (کے مختلف ٹکڑوں) کو آپس میں ملا دیتا ہے پھر اسے تہ بہ تہ بنا دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ اس کے درمیان خالی جگہوں سے بارش نکل کر برستی ہے۔“

قرآن نے جدید سائنس کی دریافت کو بادل کی تشکیل اور ساخت کے باب میں تین مراحل میں بیان کیا ہے۔ پہلے مرحلے کو قرآن ”یزجی سحابا“ سے بیان کرتا ہے کہ باری تعالیٰ بادلوں کو ہوا کے ذریعے چلاتا ہے۔ دوسرے مرحلے کو ”ثم یولف بینہ“ کے ذریعے واضح کرتا ہے پھر ان بادلوں کو باہم ملاتا ہے اور ان کا باہم ہوا کے ذریعے ملاپ کراتا ہے اور تیسرا مرحلہ بادلوں کی تشکیل کے باب میں قرآن ”ثم یجعلہ رکاما“ کے ذریعے بیان کرتا ہے کہ پھر ان بادلوں کو تہہ بہ تہہ ایک ڈھیر کی شکل میں کر دیتا ہے۔ جب بادل اپنے تشکیلی مراحل ثلاثہ سے گزر جاتے ہیں تو پھر ان سے بارش کا خروج اور نزول شروع ہو جاتا ہے۔ جسے قرآن یوں بیان کرتا ہے:

فَتَرَی الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِہٖ۔(6)

”پھر تم دیکھتے ہو کہ اس کے درمیان خالی جگہوں سے بارش نکل کر برستی ہے۔“

بادلوں کی منظر کشائی

یہ بادل آسمان پر پہاڑوں کی مانند نظر آتے ہیں۔ جدید سائنسی آلات نے یہی بات ثابت کی ہے کہ یہ بادل 25000 سے 30000 ہزار کلومیٹر کا فاصلہ زمین سے آسمان کی طرف بنتا ہے اور زمین پر کھڑا شخص ان بادلوں کو جب آسمان 5.7 سے 7.4 فٹ کی بلندی پر ہوتے ہیں اور یہ تقریباً کی طرف دیکھتا ہے تو یہ پہاڑ کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ اسی حقیقت کو قرآن یوں بیان کرتا ہے:

وَیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِیْھَا مِنْۢ بَرَدٍ۔(7)

”اور وہ اسی آسمان (یعنی فضا) میں برفانی پہاڑوں کی طرح (دکھائی دینے والے) بادلوں میں سے اولے برساتا ہے۔“

یہ پانی جب زمین پر برستا ہے تو یہ پانی کبھی زمین میں جذب ہو جاتا ہے اور کبھی نالوں، ندیوں اور دریاؤں کی صورت میں بہتا ہوا نظر آتا ہے۔ کبھی یہ پانی چشموں کی صورت میں جاری ہوتا ہے، کبھی یہ کنوؤں کی صورت میں دکھائی دیتا ہے، کبھی یہ پانی ہمیں تالابوں کی صورت میں نظر آتا ہے، کبھی کاریز اور جوہڑ کی صورت میں نمایاں ہوتا ہے، کبھی یہ ساری زمین سے بہتا ہوا ہر جگہ کو سیراب کرتا ہوا اور ہر ایک کی ضرورت پوری

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2024

کرتے ہوئے سمندر میں جا کر گر جاتا ہے۔ سمندروں سے، دریاؤں سے، ندی، نالوں سے، جوہڑوں اور تالابوں سے یہ پانی بخارات کی شکل میں ڈھل کر پھر بادل بن جاتا ہے اور یہ بادل پھر وہاں برستے ہیں جہاں اللہ چاہتا ہے۔ قرآن ان ہی حقائق کو یوں بیان کرتا ہے:

قرآن فطرت کے مظاہر کو بیان کرتا ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَکَہٗ یَنَابِیْعَ فِی الْاَرْضِ ثُمَّ یُخْرِجُ بِہٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُہٗ ثُمَّ یَہِیْجُ فَتَرٰىہُ مُصْفَرًّا۔(8)

"(اے انسان!) کیا تونے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا، پھر زمین میں اس کے چشمے رواں کیے، پھر اس کے ذریعے کھیتی پیدا کرتا ہے جس کے رنگ جدا گانہ ہوتے ہیں، پھر وہ (تیار ہو کر) خشک ہو جاتی ہے، پھر (پکنے کے بعد) تو اسے زرد دیکھتا ہے۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْکَنّٰہُ فِی الْاَرْضِ۔(9)

"اور ہم ایک اندازہ کے مطابق (عرصہ دراز تک) بادلوں سے پانی برساتے رہے، پھر (جب زمین ٹھنڈی ہو گئی تو) ہم نے اس پانی کو زمین (کی نشیبی جگہوں) میں ٹھہرا دیا (جس سے ابتدائی سمندر وجود میں آئے)۔"

قرآن رات سے دن کو نکالنے کو بیان کرتا ہے

آج جدید سائنس رات سے دن کے ظاہر ہونے کے منظر کو بیان کرتی ہے۔ خلا میں سفر کرنے والے خلاباز کہتے ہیں جب وہ خلا سے زمین کی طرف دوربین کے ذریعے دیکھتے ہیں تو زمین کا وہ حصہ جو سورج کے سامنے آتا ہے۔ اس حصے پر رات کی تاریکی ختم ہو جاتی ہے اور دن کی روشنی وہاں پھیل جاتی ہے۔ دیکھنے والے کو یوں لگتا ہے جیسے کسی جانور کی کھال اتاری جا رہی ہے اور اس کے بعد اندر سے گوشت نظر آ رہا ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی منظر ہے جیسے کسی جانور کی کھال کو اتارا جا رہا ہو تو پھر اندر سے اس کا گوشت نظر آتا ہے۔ اسی طرح زمین اپنے مرکز کے گرد گردش میں رہتی ہے۔ اس لیے جو جو حصہ جوں جوں سورج کے سامنے آتا جاتا ہے۔ اس مقام پر تاریکی ختم ہوتی جاتی ہے اور وہاں دن کا اجالا پھیلتا جاتا ہے۔ سائنس کائنات کے ان رازوں کو ایک حقیقت کے طور پر ظاہر کر رہی ہے اور سائنس نے ان رازوں کو تلاش بسیار کے بعد پایا ہے۔ قرآن نے ان حقائق کو آج سے چودہ سو سال پہلے یوں منکشف کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2024

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ج نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ۔(10)

"اور ایک نشانی اُن کے لیے رات (بھی) ہے، ہم اس میں سے (کیسے) دن کو کھینچ لیتے ہیں سو وہ اس وقت اندھیرے میں پڑے رہ جاتے ہیں۔"

اب اس آیہ کریمہ میں لفظ سلخ کو جب ہم پڑھتے ہیں تو اس کا معنی ہے جانور کی کھال کو اس طرح اتار دینا جس کے نیچے گوشت ظاہر ہو، سلخ کے اس لغوی معنی کو جب النھار اور اللیل پر اس آیت کریمہ میں اطلاق کرتے ہیں تو قرآن حکیم رات سے دن کے نکلنے کے لیے لفظ سلخ کو استعمال کر کے اس حقیقت کو ہم پر منکشف کرتا ہے کہ ہم دن کو رات سے اس طرح نکالتے ہیں جیسے جانور کی کھال اتارنے سے گوشت نکلتا ہے۔اسی طرح رات کے اندھیرے کے دور ہونے سے دن کی روشنی ظاہر ہوتی ہے۔جوں جوں سورج کی روشنی زمین پر پڑتی ہے۔دن نکلنے لگتا ہے اور رات جانے لگتی ہے۔(11)

قرآن کریم شھد کی افادیت بیان کرتا ہے

آج اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی شھد کی مکھی کی صورت میں بھی ہمیں نظر آتی ہے۔دوسری جنگ عظیم میں روسی فوجیں شھد کو بطور مرہم استعمال کرتی رہی ہیں۔اس سے انسانی زخم جلد مندمل ہو جاتے ہیں۔اس لیے کہ اس میں کسی حد تک Antiseptic اثرات پائے جاتے ہیں۔زخم پر جب یہ شھد لگائی جاتی ہے تو اس میں قدرے نمی برقرار رہتی ہے۔اس لیے فوری زخم مندمل ہو جاتا ہے اور اس شھد کے استعمال کی وجہ سے جسم پر کوئی بدنما داغ بھی ظاہر نہیں ہوتا ہے۔اس کے بہت زیادہ گاڑھا ہونے کی وجہ سے کسی کسی قسم کی پھپھوندی نہیں لگتی ہے اور نہ ہی جسم میں کسی قسم کے جراثیم پیدا ہونے کا کوئی اندیشہ ہوتا ہے۔(12)

شھد کے ان ہی خصائص کو قرآن یوں بیان کرتا ہے۔ارشادی باری تعالیٰ ہے:

وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ۔ ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا ط یَخْرُجُ مِنْم بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ۔(13)

"اور آپ کے رب نے شھد کی مکھی کے دل میں (خیال) ڈال دیا کہ تو بعض پہاڑوں میں اپنے گھر بنا اور بعض درختوں میں اور بعض چھپروں میں (بھی) جنہیں لوگ (چھت کی طرح) اونچا بناتے ہیں۔پس تو ہر قسم کے پھلوں سے رس چوسا کر پھر اپنے رب کے (سمجھائے ہوئے)

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2024

راستوں پر(جو ان پھلوں اور پھولوں تک جاتے ہیں جن سے تونے رس چوسنا ہے، دوسری
مکھیوں کے لیے بھی) آسانی فراہم کرتے ہوئے چلا کر، ان کے شکموں سے ایک پینے کی چیز نکلتی
ہے(وہ شہد ہے) جس کے رنگ جداگانہ ہوتے ہیں، اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے، بے شک
اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے نشانی ہے۔"

اب اس آیہ کریمہ میں باری تعالیٰ نے لفظ"کُلی"اور"فاسلکی"صیغہائے مونث کے طور پر استعال کیے ہیں کہ اے شھد کی مکھی تم کھاتی رہو اور تم چلتی رہو۔ اب سوال یہ ہے کہ قرآن نے یہ اسلوب صیغہ مونث کا ہی کیوں استعال کیا ہے کہ تو اس کی وجہ آج سائنس دانوں نے یہ بیان کی ہے کہ غذا کو تلاش کرنے اور طرح طرح کے پھلوں اور پھولوں سے رس چوسنے کا زیادہ تر کام شھد کی مکھی میں سے مادہ مکھی ہی کرتی ہے۔ اس لیے اس کو حکم دیا کہ"کلی"اور"فاسلکی"کا اپنا وظیفہ جاری رکھو۔

اس کے علاوہ باری تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں اس نحل یعنی اس شھد کی مکھی کو تین مقامات پر اپنا چھتا بنانے کا حکم دیا ہے کہ پہاڑوں میں اپنے چھتے بناؤ، درختوں میں اپنے چھتے بناؤ اور لوگوں کے گھروں اور عمارتوں میں اپنے چھتے بناؤ۔ اب اس قرآنی ترتیب میں شھد کی مکھی کے عمل کے درجات اور ترتیب کا بیان ہے اور اس عمل میں یہ حکمت مضمر ہے کہ سب سے عمدہ شھد پہاڑی علاقوں میں ملتا ہے اور وہاں موجود درختوں کے پھلوں سے حاصل ہونے والا شھد بہت لذیذ اور بہت عمدہ ہوتا ہے۔

اس لیے اس کا حکم پہلے دیا ہے، اس کے بعد عام درختوں سے حاصل ہونے والے شھد کا درجہ ہے اور اس کے بعد تیسرے درجے میں رہائشی مکانات کے پھولوں سے چوسے گئے شھد کا درجہ آتا ہے۔ قرآن نے شھد کی مکھی کو اپنا چھتا بنانے کی اس ترکیب ترتیب و ثلاثہ کا حکم دیا ہے:

ترکیب وترتیب ثلاثہ

وَاَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِیۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعۡرِشُوۡنَ۔(14)

"اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں (خیال) ڈال دیا کہ تو بعض پہاڑوں میں اپنے گھر
بنا اور بعض درختوں میں اور بعض چھپروں میں (بھی) جنہیں لوگ (چھت کی طرح) اونچا
بناتے ہیں۔"

اور اسی آیہ کریمہ میں باری تعالیٰ نے شھد کی مکھی کی بنائی ہوئی رس کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بیان کی ہے"فیہ شفاء للناس"اس شھد میں لوگوں کے لیے شفایابی ہے۔ یہ الفاظ قرآنی لوگوں پر اللہ کی بے پناہ کرم نوازی کا آئینہ دار ہیں۔ اگر قرآن یہ الفاظ استعمال نہ کرتا تو ممکن ہے لوگ اس شھد کو بطور لذیذ غذا کے استعمال کرتے اسے بطور علاجِ امراض اور صحت کے قیام و دوام اور بطور علاج و معالجہ کے قطعاً استعمال نہ کیا جاتا اور

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 30, 2024

یوں علم طب کو شھد کی اس حقیقت اور راز کا پتہ گلاتے لگاتے ایک لمبا عرصہ گزر جاتا تو باری تعالیٰ نے "فیہ شفاء للناس" کے کلمات کے ساتھ فوراً اس شھد کے بطور دوائی، میڈیسن، علاج ہونے کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ لوگ بطور ایک مرغوب غذا کے بھی اسے استعمال کر سکتے ہیں۔(15)

انسان کو لاحق ہونے والی ہر بیماری سے شفا دینے کی قدرت طاقت صرف اللہ ہی کو حاصل ہے۔ وہ رب اپنے بندوں کو خود اس چشمہ شفاء کی طرف متوجہ کر رہا ہے کہ اپنے امراض سے یقینی علاج چاہتے ہو تو اسے شھد کو بطور علاج استعمال کرو۔ اس لیے کہ فیہ شفاء للناس۔ ا(النحل:٦٨) اس شھد میں لوگوں کے لیے یقینی شفا ہے۔

اب اس شھد کے لیے شفا کلی کا یقین و اعتقاد رکھنا ہی ایک لازمی امر ہے جس کی طرف رب اپنے بندوں کو راغب کر رہا ہے کہ اس میں فیہ شفاء للناس کی خاصیت اور نعمت موجود ہے۔ جس کی بنا پر ہر شک کی جڑ کٹ گئی ہے اور شھد کے بطور شفا ہونے کا امر مسلم ہو گیا ہے۔

یہ شھد میں شفا ایسے ہی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کلونجی کے کالے دانے میں موت کے علاوہ ہر مرض کی شفا اور صحت یابی کی دوا رکھی ہے۔ اس لیے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں:

ان ھذہ الحبہ السوداء شفاء کل داء الا السام۔(16)

"اس کالے دانے میں موت کے علاوہ ہر مرض سے شفاء ہے۔"

قرآن چیونٹیوں کا طرز زندگی بیان کرتا ہے

آج سائنسی تحقیق کے ذریعے یہ بات سامنے آئی ہے کہ چیونٹیوں کا طرز زندگی کافی حد تک انسانی طرز زندگی سے مشابہت رکھتا ہے۔ چیونٹیاں بھی انسانوں کی طرح اپنے مردے کو دفن کرتی ہیں۔ اپنے کام میں انتہائی نظم و ضبط قائم رکھتی ہے اور تقسیم کار میں اس نظم کا خاص خیال رکھتی ہیں اور اپنے امور میں باہم تعاون کرتی ہیں۔ قطار میں چلتی ہیں، موسم سرما کے لیے یہ چیونٹیاں اپنی غذا ذخیرہ کر لیتی ہیں۔ گندم کے دانے کو جب یہ چیونٹی ذخیرہ کرتی ہے تو نمی کے باعث اس کے اگنے کا احتمال ہوتا ہے تو اس بنا پر چیونٹی اس دانے کو توڑ دیتی ہے اور یہ اس دانے کو بطور خاص دو حصوں میں توڑتی ہے جس کی وجہ سے یہ دانہ اگنے کے قابل نہیں رہتا مگر جب اسی چیونٹی کے سامنے دھنیے کا دانہ آتا ہے تو یہ اس دانہ دھنیا کو چار حصوں میں توڑتی ہے تب جا کر دھنیا کا دانہ اگنے سے قاصر رہتا ہے۔

چیونٹی کو یہ شعور بخشنے والے ذات اللہ کی ہے جو انسانوں کو اپنی نعمتوں کی طرف یوں متوجہ کرتا ہے:

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2024

فبای الاء ربکما تکذبان۔

وہی ذات ہے جو چیونٹی کو یہ بھی شعور دیتی ہے کہ جب یہ ذخیرہ شدہ خوراک میں کوئی دانہ اگر اگ بھی جائے تو یہ چیونٹی اس اگنے والے دانے کی جڑ کو کاٹ دیتی ہے۔اسی طرح یہ چیونٹی ذخیرہ شدہ دانے کو جب وہ نم ہونے لگے تو اس کو دھوپ میں نکال کر خشک کرتی ہے اور اس کو سکھاتی ہے اور جب وہ خوراک اور دانے سوکھ جاتے ہیں تو یہ پھر ان کو اندر لے جاکر ذخیرہ کر دیتی ہے۔اس ننھی سے مخلوق کو آخر یہ ساری چیزیں کون سکھا رہا ہے۔بس وہی ذات ہے جس نے اس عالم کو خلق کیا ہے اور اپنی ساری نعمتوں سے مستفید کر کے انسانوں کو جھنجھوڑتے ہوئے کہتا ہے:

فبای الاء ربکما تکذبان۔

تم رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

یہی وہ چیونٹی ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کے وقت سامنے آتی ہے تو وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کے جاہ و جلال اور اس کی مصیبت و دہشت کو دیکھ کر دوسری چیونٹیوں سے کہتی ہے تم سب کی سب اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر تم کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالے، قرآن اس منظر کو یوں بیان کرتا ہے:

وَحُشِرَ لِسُلَیۡمٰنَ جُنُوۡدُہٗ مِنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ وَالطَّیۡرِ فَہُمۡ یُوۡزَعُوۡنَ۔ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوۡا عَلٰی وَادِ النَّمۡلِ ۙ قَالَتۡ نَمۡلَۃٌ یّٰۤاَیُّہَا النَّمۡلُ ادۡخُلُوۡا مَسٰکِنَکُمۡ ۚ لَا یَحۡطِمَنَّکُمۡ سُلَیۡمٰنُ وَجُنُوۡدُہٗ ۙ وَہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ۔(17)

"اور سلیمان (علیہ السلام) کے لیے ان کے لشکر جنوں اور انسانوں اور پرندوں (کی تمام جنسوں) میں سے جمع کیے گئے تھے، چنانچہ وہ بغرضِ نظم و تربیت (ان کی خدمت میں) روکے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ (لشکر) چیونٹیوں کے میدان پر پہنچے تو ایک چیونٹی کہنے لگی: اے چیونٹیو! اپنی رہائش گاہوں میں داخل ہو جاؤ کہیں سلیمان (علیہ السلام) اور ان کے لشکر تمہیں کچل نہ دیں اس حال میں کہ انہیں خبر بھی نہ ہو۔"

ان آیات میں قرآن اس حقیقت کو آشکار کر رہا ہے کہ ایک چھوٹی سی مخلوق بھی اس بات کا شعور رکھتی ہے کہ وہ اپنے ہم جنسوں کی حفاظت کیسے کرے اس حوالے سے سائنس یہ بیان کرتی ہے کہ چیونٹیوں کے پیٹھ پر ایک باریک سا Antina ہوتا ہے جس کو حاسہ Feeler کہتے ہیں جس کی مدد سے یہ باہم ایک دوسرے کے ساتھ رابطے میں رہتی ہیں۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 30, 2024

لگے ہوتے ہیں۔ یہ حشرات اس آلے کی مدد سے اپنی جان Antina اسی طرح دوسرے حشرات الارض میں بھی اس طرح کے حاسے کے خطرے کا ادراک کرتے ہیں اور اپنے ہم جنسوں کو بھی خطرے سے محفوظ کرتے ہیں۔(18)

خلاصہ کلام

یہ ساری کائنات اللہ کی نشانیوں سے معمور ہے۔ اس کائنات کی ہر چیز اپنے وجود میں خدا کے وجود کی گواہی دے رہی ہے۔ اس کائنات میں ہر چیز وہی کر رہی ہے جس کے لیے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔ ہر چیز جب اپنے فعل کو سرانجام دیتی ہے تو اس کے فعل میں اللہ کی قدرت کے نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ اس چیز کے ہر کمال میں رب کی شان خالقیت کا کمال نظر آتا ہے۔ اس کی ہر صلاحیت میں رب کی قدرت کا نظارہ ہوتا ہے۔ اس کی ہر طبعی خصلت میں رب کی عطا کردہ جبلت اور فطرت نظر آتی ہے۔ ہر چیز کی فطرت اور جبلت مقصدیت آشنا ہے۔ کائنات ارضی اور سماوی کا ہر وجود بامقصد ہے اور وہ اپنی ذات میں سب سے پہلے اپنے وجود کو عطا کرنے والی ذات کی گواہی و شہادت دیتا ہے۔ اسی لیے باری تعالیٰ نے اس حقیقت ثابتہ کا اظہار یوں کیا ہے:

وما خلقنا السماء والارض وما بینھما باطلا۔

"اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اسے بے فائدہ پیدا نہیں کیا ہے۔"

کائنات کی ہر چیز مفید ہی مفید ہے اور وہ بالواسطہ طور پر اور بلاواسطہ طور پر اس کائنات کی اشرف الخلق ذات انسان کو فائدہ پہنچا رہی ہے۔ کوئی بھی چیز من کل الوجوہ انسان کے لیے بے فائدہ، عبث اور فضول پیدا نہیں کی گئی ہے۔ اس کائنات کی ظاہری آنکھ سے نظر آنے والی چھوٹی سی مخلوق بھی اپنے وجود میں انسانوں کو نفع دے رہی ہے اور زندگی بسر کرنے کا ایک اصول اجتماعیت سمجھا رہی ہے کہ اپنی نسل کی حفاظت کرو اپنے ہم جنسوں کو خطرات سے محفوظ کرو جسے قرآن یوں بیان کرتا ہے:

قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۔(19)

"ایک چیونٹی کہنے لگی: اے چیونٹیو! اپنی رہائش گاہوں میں داخل ہو جاؤ کہیں سلیمان (علیہ السلام) اور ان کے لشکر تمہیں کچل نہ دیں اس حال میں کہ انہیں خبر بھی نہ ہو۔"

یہ چیونٹی اپنی کمیونٹی کو ہی یہ سبق نہیں دے رہی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ انسانوں کو بھی یہ سبق دے رہی ہے کہ انسان، انسانیت کے لیے جئے، اس کے وجود سے انسانی اقدار کو فروغ ملے۔ ہر انسان انسانیت کا علمبردار ہو، انسان اپنی انسانیت سے مخلص اور وفادار ہو۔ ہر کوئی دوسرے انسان کی بھلائی چاہے، دوسرے انسانوں کے لیے اپنے دلوں کو حسد اور کینہ سے نہ بھرے اپنے دلوں کو پاک وصاف رکھے اور اپنے اخلاق

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 30, 2024

کو اعلیٰ اور اپنے اعمال کو احسن بنائے۔ یہی راز بندگی ہے جو ہر انسان کی انسانیت کا نکتہ کمال ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے کہ

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ۔(20)

"ہم عنقریب انہیں اپنی نشانیاں اطرافِ عالم میں اور خود اُن کی ذاتوں میں دِکھادیں گے۔"

وہ اپنی نشانیاں ہمیں اس وسیع و عریض کائنات میں ہر سو دکھائے گا اور ہر چیز میں دکھائے گا۔ چنانچہ انسانی ذہن کے سوچنے کے لیے اور اللہ کی ذات کی معرفت کا ملہ پانے کے لیے یہ نظاہر بھی ہمیں اسی کا پتہ دیتے ہیں کہ ہر جانور اپنی جبلت پر رہتے ہوئے کام کرتا ہے۔ مکڑی کسی سے سیکھے بغیر جالا بنتی ہے، شھد کی مکھی کسی سے پوچھے بغیر چھتا بناتی ہے۔ بطخ کا بچہ کسی سے سیکھے بغیر غوطہ لگانا جانتا ہے۔ چیونٹی موسم سرما کے لیے اپنی فطرت کے مطابق از خود خوراک ذخیرہ کرتی ہے۔

ہے۔ مرغی کا بچہ خول سے باہر آتے ہی خود دانہ چگنے لگتا ہے کسی Natural behavour اور Natural tendency یہ ان سب کی سے یہ عمل سیکھتا نہیں ہے۔ اس کی فطرت نے اس کو یہ سکھایا ہے انسان کا شیر خوار بچہ خود اپنی ماں کی چھاتی سے چمٹ جاتا ہے۔ پانی کے جانور از خود تیرنا سیکھتے ہیں، ہر جانور اپنی نسل کو دوسروں کے خطرات سے محفوظ کرتا ہے۔ ہر شے خطرات سے اپنی حفاظت کا سامان کرتی ہے۔ پرندے ہوا میں اپنی فطرت سے سیکھ کر اڑتے ہیں، شھد کی مکھی اپنی فطرت سے رس چوسنا سیکھتی ہے۔ چیونٹی کی فطرت میں قطار میں چلناہے اور نظم سے آگے بڑھناہے۔ کتا نجس ہے مگر اس کی فطرت میں اپنے مالک سے وفا کرنا ہے مگر اے انسان تو اشرف الخلق ہے اور تیری فطرت میں اور عملیت میں اپنے مالک سے وفا کرنا کیوں نہیں ہے۔

دیمک کا کیڑا اسرنگ اپنی فطرت سے بنانا سیکھتا ہے۔ عقاب جھپٹنا اپنی فطرت سے جانتا ہے۔ سانپ رینگنا اپنی فطرت سے سیکھتا ہے، پلودر ایک پرندہ ہے جو جنوبی امریکہ میں رہتا ہے۔ سردیوں کے آغاز میں یہ بحر الکاہل کے جزائر ہوائی میں آجاتا ہے اور ساری سردیاں یہیں گزارتا ہے۔ یہ اپنی فطرت سے سب سے لمبی پرواز کرنا سیکھتا ہے۔ یہ ایک ہی اڑان میں 23 سو میل کی مسافت طے کرتا ہے اس کے بچے بھی پہلی اڑان میں اپنی فطرت سے یہ پرواز کرنا سیکھتے ہیں۔

غرضیکہ اس سارے نظام کو اللہ کا نظام فطرت کہیں یا نظام قدرت کہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے یہ کوئی اتفاقی کام اور نظام نہیں ہے بلکہ ہر چیز میں اللہ کی طرف سے ودیعت کردہ فطرت اور جبلت ہے جبلت اور فطرت کی یہ حیران کن صفات پیدا کرنے والی ذات فقط اللہ کی

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 30, 2024

ہے۔وہی سب سے بلند وبرتر ذات ہے۔مخلوق میں سے کائنات ارضی کا یہ انسان جو خدا بنا پھرتا ہے یہ نباتات وحیوانات میں نظر نہ آنے والی جبلت کی یہ حیران کن مشینی صفات پیدا ہر گز نہیں کر سکتا ہے۔پھر اس انسان کو اللہ کے حضور یہ کہتے ہوئے جھک جانا چاہیے:

فبای الاء ربکما تکذبان۔

تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

ان آفاقی آیات میں ہمارے لیے عبرتیں ہیں

یہ سارے مظاہر فطرت اور جبلت انسان کو یہ سبق حیات دیتے ہیں۔اے انسانو!اپنی جبلت کی طرف آؤ جبلت نیکی کا نام ہے۔خیر خواہی کا نام ہے،جبلت ایمان کا نام ہے،کفر کا نہیں حسنات کا نام ہے،سیئات کا نہیں۔عمل صالح ہے عمل سیئہ نہیں ہے۔اخلاق حسنہ ہیں اخلاق سیئہ نہیں ہے۔جبلت انسان کے اخلاق کریمانہ ہے۔اخلاق بد نہیں ہے۔اچھے انسان کا نام ہے،برے انسان کا نہیں کمینے انسان نہ بنو۔اعلیٰ انسان بنو۔ہر کسی کے خیر خواہ بنو بد خواہ نہ بنو۔اپنے وجود میں سانپ نہ بنو،ہر کسی کے لیے نفع رساں بنو،انسان کی جبلت یہ ہے کہ رب کی ربوبیت کے رنگ میں رنگ جاؤ۔رب کی ربوبیت سب کو پالتی ہے۔ماننے والوں کو بھی دیتی ہے اور انکار کرنے والوں کو بھی نوازتی ہے۔

تعلیمات رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بھی یہی کہتی ہیں تمھاری فطرت کا ٹارگٹ خیر الناس من ینفع الناس کا مقام حاصل کرنا ہے اور اپنے وجود میں لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم بنو۔اولئک کالانعام بل ھم اضل نہ بنو۔

تمھارے وجود کے کوٹھے میں نہ ظلمت اعمال ہو اور نہ ظلم اخلاق ہو۔تم جہالت کے سردار نہ بنو۔علم کے مینار بنو۔تم بد خلقی کے پہاڑ نہ بنو بلکہ تم عاجزی کے کوہسار بنو تم متکبر،مغرور اور شیطان نہ بنو بلکہ تم ارفع اور اعلیٰ انسان بنو۔تم ہر حال میں بندہ رحمان بنو،بندہ شیطان نہ بنو۔تم ہر حال میں بندگان خدا سے پیار کرو۔یوں ہی اللہ کے حق بندگی کو عام کرو اس لیے کہ وہی ہے اور وہی رب ہمارا ہے۔

جبلت اور فطرت کے ان تمام مظاہر اور نظاہر کا مطالعہ کرنے کے بعد اب رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اس فرمان کی حقیقت انسان پر منکشف ہو جاتی ہے۔

کل انسان یولد علی الفطرہ فابواہ یھودانہ ویمجسانہ وینصرانہ۔(21)

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 30, 2024

”ہر ہر انسان اسلام کی فطرت توحید پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی نصرانی اور مجوسی بناتے ہیں۔“

انسان کی فطرت، فطرتِ اسلام ہے اللہ کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری ہے اور اس پر ایمان لانا ہے اور اس کی توحید کی شان کو تسلیم کرنا ہے۔ ساری زندگی اس کی وفاداری اور بندگی کا نام ہے۔ اپنی کل متاع حیات اسی کی عطا کا نام ہے۔ اپنی ہر خوبی و کمال اسی کی عنایت و فضل ہے، زندگی کا ہر سانس اسی کی کرم نوازی ہے۔ اس کے ہر ہر حکم کی کامل پابندی کمال بندگی ہے۔ اس لیے اس کائنات کا مطالعہ اور اس کائنات کی سچی کتاب ھدایت قرآن کا مطالعہ ہر سمت سے ہر جہت سے ہر طرف سے ہر اسلوب سے ہر انداز سے ہر پہلو سے ہر نظر سے اور ہر فکر سے ہر زاویے سے، ہر سوچ سے اور ہر طریقے سے اور تلاش و جستجو کے ہر قدیم و جدید منہج سے انسان کو یہی درس حیات دیتا ہے۔

سمائے ہو جب سے تم آنکھوں میں میری

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

انسان کی حیثیت جو کچھ بھی اس کائنات میں ہو جائے اس کی حقیقت ایک قطرے سے زیادہ نہیں ہے۔ شیخ سعدی نے ایک خوبصورت حکایت میں یہ بات سمجھائی ہے کہ بادل سے ایک قطرہ ٹپکا جو اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھ رہا تھا کہ میں بھی بہت کچھ ہوں جب اس کی نگاہ دریا پر پڑی تو شرم سار ہو گیا اور کہنے لگا پانی تو دریا بہاتا ہے میری کیا حیثیت ہے۔ اللہ کی قسم یہ دریا ہی سب کچھ ہے میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ شیخ سعدی اپنی بات یوں کہتے ہیں:

یکے قطرہ از ابر نیساں چکید

خجل شد چوں پہنائے دریا بدید

کہ جائے کہ اوست من کیستم

حقا کہ او ہست من نیستم

حاضرین گرامی قدر، زندگی کی حقیقت توحید کے باب میں اور وجود باری تعالیٰ کے تناظر میں اور اللہ کی فرمانبرداری اور اطاعت کے حوالے سے اور اپنی زندگی کو ہر حال میں اس کی بندگی بنانے کے بارے میں فقط اتنی سی ہے۔ حقا کہ او ہست من نیستم کہ وہی اللہ سب کچھ ہے اور میں کچھ بھی نہیں ہوں۔

OPEN ACCESS
CC BY

Published:
June 30, 2024

حوالہ جات

1. النور،43:24
2. ۔۔۔۔۔۔
3. تفسیر البحر لمحیط آیت مذکور،ج4،ص326
4. A brief illustrated guide to understanding islam. Pages22 t 24۔i
۔قرآن اور جدید سائنس،مولانا اکبر علی خان،مکتبہ خلیل یوسف مارکیٹ لاہو ii
5. النور،43:24
6. النور،43:24
7. النور،43:24
8. الزمر،21:39
9. المومنون،18:23
10. یٰسین،37:36
11. اکبر علی خان، قرآن اور جدید سائنس، مکتبہ الخلیل،یوسف مارکیٹ،غزنی سٹریٹ،ص68
12. اکبر علی خان، قرآن اور جدید سائنس، مکتبہ الخلیل یوسف مارکیٹ،غزنی سٹریٹ،٦٨
13. النحل،68:16،69
14. النحل،68:16
15. اکبر علی خان، قرآن اور جدید سائنس، مکتبہ خلیل یوسف مارکیٹ،غزنی سٹریٹ لاہور،ص ١١٩
16. i۔بخاری،کتاب الطب باب الحبۃ السوداء
۔مسلم کتاب السلام باب التداوی بالحبۃ السوداء ii
17. النمل،17:27،18
18. اکبر علی خان، قرآن اور جدید سائنس، مکتبہ خلیل یوسف مارکیٹ،غزنی سٹریٹ لاہور،ص85
19. النمل،18:27
20. فصلت،53:41
21. صحیح بخاری،کتاب الجنائز،باب اذا اسلم الصبی،457:1،رقم الحدیث1358

OPEN ACCESS
CC BY